ہفتہ
12- اگست 1995ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 45-80 نمبر 179 ہفتہ-14 ربیع الاول-1416ھ' 12 ظہور 1374ہش' 12- اگست 1995ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صادق کا وجود خدانما وجود ہوتا ہے

صادق سے مراد وہ شخص ہے جس کی ہر بات صداقت اور راستی ہونے کے علاوہ اس کے ہر حرکات و سکنات و قول سب صدق سے بھرے ہوئے ہوں گویا یہ کہو کہ اس کا وجود ہی صدق ہو گیا ہو اور اس کے اس صدق پر بہت سے تائیدی نشان اور آسمانی خوارق گواہ ہوں چونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اس لئے جو شخص ایسے آدمی کے پاس جو حرکات و سکنات۔ افعال و اقوال میں خدائی نمونہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ صحت نیت اور پاک ارادہ اور مستقیم جستجو سے ایک مدت تک رہے گا تو یقین کامل ہے کہ وہ اگر دہریہ بھی ہو تو آخر خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لے آئے گا کیونکہ صادق کا وجود خدانما وجود ہوتا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

خوب جان لو کہ ان آفات سے جو قضاء و قدر کی طرف سے انسان کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں۔ جب تک خدا تعالیٰ کی مدد ساتھ نہ ہو۔ ہرگز رہائی نہیں ہوتی۔ "عبادت" جو کہ پانچ وقت ادا کی جاتی ہے اس میں بھی یہی اشارہ ہے کہ اگر وہ نفسانی جذبات اور خیالات سے اسے محفوظ نہ رکھے گا تب تک وہ سچی "عبادت" ہرگز نہ ہو گی۔ "عبادت" کے معنے ٹکریں مار لینے اور رسم اور عادت کے طور پر ادا کرنے کے ہرگز نہیں۔ "عبادت" وہ شئے ہے جسے دل بھی محسوس کرے کہ روح پگھل کر خوفناک حالت میں آستانہ الوہیت پر گر پڑے۔ جہاں تک طاقت ہے وہاں تک رقت کے پیدا کرنے کی کوشش کرے اور تضرع سے مانگے کہ شوخی اور گناہ جو اندر نفس میں ہیں وہ دور ہوں۔ اسی قسم کی "عبادت" بابرکت ہوتی ہے اور اگر وہ اس پر استقامت اختیار کرے گا تو دیکھے گا کہ رات کو یا دن کو ایک نور اس کے قلب پر گرا ہے اور نفس امارہ کی شوخی کم ہو گئی ہے۔ جیسے اژدہا میں ایک سم قاتل ہے۔ اسی طرح نفس امارہ میں بھی سم قاتل ہوتا ہے اور جس نے اسے پیدا کیا۔ اسی کے پاس اس کا علاج ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 96)

دعا وہ چراغ ہے جو دلوں میں نور بن کر روشن ہوتی ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

ایسا وقت جبکہ کوئی حیلہ باقی نہ رہے اس وقت اضطراب بھی پیدا ہوتا ہے اور دعا پر یقین بھی پیدا ہوتا ہے کیونکہ جب حیلے نہ رہیں تو بے انتہا بے چینی اور گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے۔ اور اضطراب اسی کا نام ہے۔ اس وقت جو دعا کی جاتی ہے اگر وہ مقبول ہو تو انسان کا دل کامل یقین سے بھر جاتا ہے۔ کہ ایک سننے والی ہستی ہے جس نے میری بات کو سنا ورنہ اور کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ تو اللہ سے تعلق کا ایک پل ہے۔

میں ابھی پل کی بات کر رہا تھا کہ جو ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک ممتد ہوتا ہے یہ رمضان سے رمضان کو ملانا تو کوئی مقصد نہیں مگر یہ وہ پل ہے جو خدا تک پہنچاتا ہے یہی اصل مقصد ہے۔ یہ خدا تک پہنچنے کا جو پل ہے یہ دعا ہے جو آسمان تک پہنچتی ہے اس کا جواب آتا ہے انسان یقین سے بھر جاتا ہے کہ میرا ایک خدا ہے۔

لیکن اضطراب کے ساتھ اگر یقین نہ ہو تو وہ دعا بے کار ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ اضطراب ہے لیکن یقین نہیں ہے اور اضطراب ہے مگر محبت نہیں ہے اور خدا کا گہرا تصور اور خدا کی قدر دل میں نہیں ہے۔ بعض لوگ ایسی دعائیں بھی کرتے ہیں ان کو میں سمجھانا چاہتا ہوں بات کھول کر اچھی طرح ان پر یہ بات روشن کر دینا چاہتا ہوں کہ آپ کا اضطراب مسلّم، تسلیم ہے کہ آپ اضطراب کی حالت میں خدا کو پکارتے ہیں ایک لڑکا کہتا ہے اے خدا اتنی دیر ہو گئی میرے پرچے خراب ہو رہے ہیں اس دفعہ مجھے پاس کر دے۔

باقی صفحہ 7 پر

فہرست جنازہ
حاضر و غائب

○ مورخہ 25- اگست 1995ء بروز منگل حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے درج ذیل جنازہ حاضر و غائب پڑھائے۔

جنازہ حاضر
محترم اعزاز الحق صاحب لندن

جنازہ غائب
1- مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ (پیر محل) والدہ رانا عرفان شہزاد صاحب حال گیمبیا
2- مکرمہ امتہ اللطیف صاحبہ زوجہ تاج دین صاحب آف لاہور
3- مکرمہ اہلیہ مکرم منیر احمد منہاس صاحب آف پاکستان
4- مکرمہ منظور بیگم صاحبہ آف پاکستان
5- مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ والدہ مکرم چوہدری ناز احمد صاحب آف جرمنی
6- مکرمہ نذیر بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری خورشید احمد صاحب سابق امیر بہاولپور
7- مکرم میاں رحیم بخش صاحب آف مرالہ تحصیل پھالیہ
8- والد صاحب مکرم ناصر احمد چیمہ صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ بہاولپور
9- مکرم سید اعجاز احمد صاحب (ولد سید اقبال احمد صاحب) ریٹائرڈ انسپکٹر مال
10- مکرم ڈاکٹر محمد امین الدین عامر صاحب آف فیصل آباد
11- مکرم محمد حسین صاحب آف گرمولا ورکاں ضلع گوجرانوالہ
12- مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ عبد المجید صاحب سابق جنرل سیکرٹری کراچی جماعت۔
13 مکرم امجد خان صاحب ابن ڈاکٹر محمد یعقوب صاحب آف لاہور
14- مکرم خلیل احمد صاحب حلوائی آف گولبازار ربوہ۔

درخواست دعا

○ مکرم ارشاد احمد صاحب ملی مربی سیرالیون کی بیٹی عزیزہ طیبہ (عمر ۱۰ سال) کا گذشتہ دنوں فضل عمر ہسپتال میں گردے کا آپریشن ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے شفا عطا فرمائے۔

دور اندیش وہ ہے جو مصیبت سے پہلے اس سے بچنے کی فکر کرے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2روپے 50 پیسے

12- ظہور 1374 ھش 12 - اگست 1995ء

اپنے اعمال کی حفاظت

ہم اپنی نارمل زندگی گذارتے ہوئے یہ بہت کم سوچتے ہیں۔ یا شائد یہ کہنا بھی درست ہو کہ سوچتے ہی نہیں۔ کہ کوئی ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے اور چاہتا ہے کہ ہم کوئی نیکی نہ کریں یا اگر نیکی کریں بھی تو اس میں کوئی ایسا عنصر شامل ہو جائے جو ہماری نیکی کو برباد کر کے رکھ دے نارمل زندگی میں عام طور پر اس بات کا خیال بھی نہیں آتا۔ جیسے کیسے بھی ہو ہم وقت گذارتے چلے جاتے ہیں۔ کوئی غلطی ہو گئی تو معافی مانگ لی۔ کوئی نیکی کا کام کر لیا تو اپنے دل میں خوشی محسوس کر لی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پیچھے کوئی لگا ہوا ہے۔ اور وہ ہمیں برے اعمال کی طرف دھکیلنا چاہتا ہے اور ہمارے نیکی کے کاموں کو فاسد بنانا چاہتا ہے۔ بعض اوقات انسان اپنی طرف سے تو تقویٰ کی راہ پر گامزن ہوتا ہے لیکن چونکہ اس نے سب کچھ اپنی سوجھ بوجھ کے مطابق کرنا ہوتا ہے اور اس کی سوجھ بوجھ اسے غلط راہ پر بھی ڈال سکتی ہے۔ اس لئے جن کاموں کو تقویٰ کا نام لے کر وہ کرتا ہے وہ بھی بعض اوقات فریب ثابت ہوتے ہیں۔ کسی بات پر اڑ جاتا ہے۔ اور اس اڑنے کو وہ تقویٰ کا نام دیتا ہے۔ حالانکہ اسے اڑنا نہیں چاہئے۔ وہ کام کر دینا چاہئے۔ ایسی بہت سی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ بعض اوقات نیکی کے کام میں ریاء کا عنصر بھی شامل ہو جاتا ہے۔ ہم اپنے دل میں خوش تو ہوتے ہیں کہ ہم سے نیکی سرزد ہوئی۔ لیکن ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ لوگوں کو اس کا خوب خوب علم ہو جائے۔ لوگ ہماری پذیرائی کریں۔ لوگ ہماری تعریف کریں اور ہمیں پاک اور صاف اور متقی سمجھیں۔

اس سلسلے میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں:-

"شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے لئے اور اس کے اعمال کو فاسد بنانے کے واسطے ہمیشہ تاک میں لگا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ نیکی کے کاموں میں بھی اس کو گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ اور کسی نہ کسی قسم کا فساد ڈالنے کی تدبیر کرتا ہے"۔

پس ہمیں ہر وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ شیطان ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے اور ہمیں ہر ممکن طریق پر اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے اس کے لئے خود کوشش کرنے کی بھی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ شیطان نظر تو نہیں آتا۔ پتہ بھی نہیں چلتا کہ وہ ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے۔ پس خدا تعالیٰ ہی سے حفاظت طلب کرنی چاہئے۔ حفاظت کی بھی ضرورت ہے اور کوشش کی بھی ضرورت ہے۔ دونوں باتیں خدا تعالیٰ سے مانگنی چاہئیں۔

دور و نزدیک کا منظر ہے مری آنکھوں میں
میں یہاں رہ کے بھی لندن سے بہت دور نہیں
لوگ سمجھے تھے کہ مغموم ہوں پیچھے رہ کر
سچ تو یہ ہے کہ مجھ ایسا کوئی مسرور نہیں

ابو الاقبال

حضرت قاضی محمد ظہور الدین اکمل

اس مردِ باوفا کی وفاؤں کا ذکر کر
نغمہ نواز دیں کی نواؤں کا ذکر کر

ہر لمحہ جس کی زیست کا صرفِ جہاد تھا
اس غازیٔ قلم کی اداؤں کا ذکر کر

ہوتی تھی جن میں روح کو بالیدگی نصیب
ان صحبتوں کی مست فضاؤں کا ذکر کر

جس دل میں تھی یقین کی اک آتشِ خموش
اس کی شبانہ روز دعاؤں کا ذکر کر

اس (-) کی یاد میں
ملت کے سارے راہنماؤں کا ذکر کر

برسوں رہا وہ محفلِ شعر و سخن کی جاں
برسیں جو دل پہ ایسی گھٹاؤں کا ذکر کر

اس کے قلم کی شوخیٔ تحریر کے لئے
رُخ موڑ دینے والی ہواؤں کا ذکر کر

دلدادۂ صحافت و تصنیف و شاعری
اکمل کا یعنی دیں کی شعاعوں کا ذکر کر

نسیم سیفی

توکّل یہی ہے کہ حتی المقدور اسباب جمع کرو اور دعا میں لگ جاؤ

○ توکّل یہی ہے کہ اسباب جو اللہ تعالیٰ نے کسی امر کے واسطے مقرر کئے ہوئے ہیں ان کو حتی المقدور جمع کرو اور پھر خود دعاؤں میں لگ جاؤ کہ اے خدا تو ہی اس کا انجام بخیر کر۔ صدہا آفات ہیں اور ہزاروں مصائب ہیں جو ان اسباب کو بھی برباد اور تہ و بالا کر سکتے ہیں ان کی دست برد سے بچا کر ہمیں سچی کامیابی اور منزل مقصود پر پہنچا۔

○ یاد رکھو کہ بغیر یقین کے تم تاریک زندگی سے باہر نہیں آ سکتے۔ اور نہ روح القدس تمہیں مل سکتا ہے۔ مبارک وہ جو یقین رکھتے ہیں کیونکہ وہی خدا کو دیکھیں گے۔ مبارک وہ جو شبہات اور شکوک سے نجات پا گئے ہیں کیونکہ وہی گناہ سے نجات پائیں گے۔ مبارک تم جب تمہیں یقین کی دولت دی جائے کہ اس کے بعد تمہارے گناہ کا خاتمہ ہو گا۔ گناہ اور یقین دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

تلقینِ عمل

خطبہ فرمودہ ۱۷- فروری ۱۹۳۹ء

میرا آج کا خطبہ بھی گزشتہ دو خطبات کے سلسلے میں ہی ہے۔ مگر پیشتر اس کے کہ میں اصل مضمون کو شروع کروں میں قادیان کے خدام الاحمدیہ کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ مختلف "بیوت" میں عبادت کے لئے بلانے والوں کی (-) درست کرائیں۔ بعض جگہ پر عبادت کے لئے بلانے والا ایسا ستیاناس کر دیتا ہے کہ واقف آدمی کے کانوں پر بہت ہی گراں گزرتا ہے۔ میں نے کئی دفعہ اس طرح توجہ دلائی ہے۔ مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ابھی تک اس طرف توجہ ہوئی نہیں۔ جن حروف کا ادا کرنا ہمارے لئے مشکل ہے ان کے متعلق ایک پنجابی سے یہ امید رکھنا کہ وہ اہل عرب کے لہجے کو ادا کرے بالکل غلط ہے۔ اور میں اس پر زور نہیں دیتا۔ میں صرف اس حصے کی درستی کا مطالبہ کرتا ہوں جس حصہ کی درستی ہمارے اختیار میں ہے۔ اور باوجود اختیار میں ہونے کے اس کی درستی کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ خدام الاحمدیہ کو چاہئے کہ وہ اپنے میں سے پانچ سات نوجوانوں کو جو عربی تعلیم سے واقف ہوں عبادت کے لئے بلانے کے الفاظ سے اچھی طرح سے واقفیت کرا دے۔ اس کے بعد مختلف "بیوت" میں (-) اور کوشش کرنی چاہئے کہ یہ لوگ ایسے ہی ہوں جن کا تعلق مختلف "بیوت" سے ہو۔

ان کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ جو باقاعدہ عبادت کے لئے بلانے والے ہیں۔ ان کے بلانے کی اصلاح کریں۔ اور دوسرے لوگ بھی جو باقاعدہ بلانے والے ہیں اگر ان کی کوئی غلطی دیکھیں تو انہیں ٹوک دیا کریں۔ تاکہ انہیں اپنی اصلاح کا خیال پیدا ہو۔ مثلاً ابھی جس طرح عبادت کے لئے بلایا گیا ہے اس میں بلانے والے نے (-) کے بعد اتنا لمبا لفظ استعمال کیا ہے جو نہ تو جائز ہے اور نہ ہی اس کی کوئی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر عام پنجابی لہجہ یہی اختیار کرتا ہے اور پنجابی عبادت کے لئے بلانے والا اس طرح نہیں کہتا۔ وہ سمجھتا ہے شائد آخر میں الف زائد کر دینے اور اسے لمبا کر دینے سے آواز اونچی ہو جاتی ہے........ہاں۔ ہمہ ان کی آوازیں اتنی بلند ہوتی ہیں۔ اور ان کی عبادت بلانے کی بات اپنی ذات میں ایسی مسرت انگیز آواز کی حامل ہوتی ہے کہ وہ ایک شیریں راگ کی شکل اختیار کر لیتی ہیں.......

اس کے بعد میں آج کے مضمون کو لیتا ہوں۔ گزشتہ خطبہ میں میں نے خدام الاحمدیہ کے مقاصد میں سے تین ضروری مقاصد کو لیا تھا۔ اور بتایا تھا کہ ان کی طرف خصوصیت سے ان ایام میں انہیں توجہ کرنی چاہئے۔ اور وہ یہ تھے۔

اول انہیں اپنے ممبروں کے اندر اور دوسری جماعت کے اندر بھی قومی روح پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جماعتی کاموں کے لئے قربانی کا مادہ پیدا کرنا چاہئے۔ یہ پہلا مقصد ہے جو انہیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

دوسری بات میں نے یہ کہی تھی کہ مذہبی تعلیم سے واقفیت پیدا کی جائے۔

تیسری بات میں نے یہ کہی تھی کہ آوارگی اور بیکاری کا ازالہ کیا جائے۔

اب میں چوتھی بات بیان کرتا ہوں جو یہ ہے کہ اچھے اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

اچھے اخلاق میں سے میں نے کئی دفعہ بیان کیا ہے۔ بہترین اخلاق جن کا پیدا کرنا کسی قوم کی زندگی کے لئے بہت ضروری ہیں وہ سچ اور دیانت ہیں۔ اور بھی بہت سے اخلاق ہیں۔ مگر سچ اور دیانت بہت اہمیت رکھنے والے اخلاق ہیں۔ جس قوم میں سچ پیدا ہو جائے اور جس قوم میں دیانت آجائے وہ قوم نہ کبھی ذلیل ہو سکتی ہے اور نہ کبھی غلام بنائی جا سکتی ہے۔ سچائی اور دیانت دونوں کا فقدان ہی کسی قوم کو ذلیل بناتا اور ان دونوں کا فقدان ہی کسی قوم کو غلام بناتا ہے۔

ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ ہندوستان کی غلامی کا ہمیشہ رونا روتا رہتا ہے۔ لیکن اگر تم غور سے دیکھو تو تمہیں معلوم ہو کہ ہندوستان کی غلامی کا موجب انہی دو چیزوں کا فقدان ہے۔ تم ہندوستان کی تاریخ کو پڑھ جاؤ۔ اتنے بڑے وسیع ملک کا انگریزوں کے ماتحت آجانا محض بددیانتی کی وجہ سے تھا۔ انگریزی فوجیں جو شروع زمانہ میں بعض دفعہ سینکڑوں کی تعداد سے زیادہ نہیں ہوتی تھیں کبھی ہندوستان پر غالب نہیں آسکتی تھیں اگر ہندوستانیوں میں دیانت پائی جاتی۔ بعض دفعہ تو تاریخ پڑھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ ساری بات ہی جھوٹی ہے اور عقل تسلیم نہیں کرتی کہ مدراس کے ایک چھوٹے سے علاقے میں اقامت پذیر چند سو انگریز ہندوستان کی بڑی بڑی طاقتوں اور حکومتوں کو زیر کرتے چلے گئے۔ عقل اس کے باور کرنے سے انکار کرتی ہے۔ کیونکہ انسانی فطرت اس حد تک اخلاق کی گراوٹ کو تسلیم کرنا برداشت نہیں کرتی جس قسم کی گراوٹ اس زمانے میں ہندوستانیوں میں پائی جاتی تھی کسی جگہ پر تو شہزادوں کو رشوت دے دی جاتی ہے۔ کہ اگر تم اپنے باپ یا بھائی سے بغاوت کرو تو ہم تم کو اس کی جگہ گدی پر بٹھا دیں گے۔ اور وہ بددیانت اور ذلیل انسان اس رشوت کو قبول کر لیتے ہیں کسی جگہ وزراء کو یہ امید دلائی جاتی ہے کہ ہم تمہاری ایک ریاست قائم کر دیں گے یا تم کو اس ریاست کا قبضہ دے دیں گے۔ یا اور کوئی بڑا عہدہ دے دیں گے۔ اور وہ ننگ انسانیت اس رشوت کو قبول کر لیتے ہیں۔ اور انہی چالبازیوں کے ساتھ اور انہی رشوتوں کے ذریعے یورپین اقوام جو نہایت قلیل تعداد میں ہندوستان میں آئیں۔ ہندوستان کے ایک گوشہ سے بھرے ہوئے بادل کی طرح بڑھنا شروع کر دیتی ہیں۔ اور سارے ملک پر چھا جاتی ہیں۔ مرہٹوں کی طاقت یا نظام حیدر آباد کی طاقت کے مقابلے میں مدراس میں انگریزوں کی دسویں حصے کے برابر بھی طاقت نہیں تھی۔ اسی طرح سراج الدولہ کی طاقت کے مقابلہ میں بنگال میں انگریزوں کی طاقت دسویں حصے کے برابر بھی نہ تھی۔ مگر باوجود اس کے مقابلے میں وہ ہار جاتے ہیں اور انگریز جیت جاتے ہیں۔ اس تمام فتح اور شکست کی تہہ میں ایک ہی وجہ نظر آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ بڑے بڑے وزراء اور افسریا رشوت خور تھے یا وہ کسی اور لالچ میں آجاتے تھے۔ اگر یہ بددیانتی نہ ہوتی تو کبھی ہندوستان پر انگریزی حکومت قائم نہ ہو سکتی لیکن اس بددیانتی کی موجودگی میں اگر انگریزی حکومت نہ ہوتی تو فرانسیسی حکومت ہوتی۔ اگر فرانسیسی حکومت نہ ہوتی تو پرتگیزی حکومت ہوتی۔ اگر پرتگیزی حکومت نہ ہوتی تو کوئی اور حکومت ہوتی۔ بہرحال یہ ملک اس قابل نہ تھا کہ اپنا بوجھ اٹھا سکتا بددیانتی کے بوجھ نے ان لوگوں کی کمریں خم کر دی تھیں اور لالچ کے بار نے ان لوگوں کو ایسا جھکا دیا تھا کہ وہ شریف لوگوں میں سیدھا چلنے کے قابل نہیں رہے تھے۔ وہ شکار تھے دنیا کا۔ اگر انگریز نہ آتے تو کوئی اور آتا۔ بہرحال وہ خود اپنی حکومت سنبھالنے کے ناقابل تھے۔ اوپر سے نیچے تک سب جگہ بددیانتی پائی جاتی تھی۔

پھر وسط ہند میں آکر لکھنؤ اور اس کے بعد دلی میں جو کچھ ہوا وہ بھی اسی بددیانتی کا کرشمہ ہے۔ "غدر" کی بغاوت جب ہوئی تو اس وقت ہندوستانیوں نے چاہا کہ اپنے آپ کو انگریزوں کے تسلط سے آزاد کر دیں اور ایسے کئی مواقع آئے جب کہ دہلی کی حکومت غالب آنے کے بالکل قریب تھی لیکن خود ملک کے اندرونی غداروں اور بددیانتوں نے ان مواقع کو ضائع کر دیا۔

یہ مشہور تاریخی واقعہ ہے کہ ایک موقعہ پر انگریزی فوج پر بہت آسانی کے ساتھ گولہ باری کی جا سکتی تھی میں نے خود دہلی میں وہ موقعہ دیکھا ہے۔ مگر زینت محل جو بادشاہ کی چہیتی ملکہ تھی۔ اسے انگریزوں نے رشوت دے رکھی تھی اور اسے کہا تھا کہ اگر تم ہمارا ساتھ دو گی تو تمہارے بیٹے کو تخت مل جائے گا۔ جب دہلی کے فوجی افسروں نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ قلعہ پر توپیں رکھ دی جائیں اور بادشاہ نے بھی ان کے مشورہ کو قبول کر لیا تو انگریزی فوج کی طرف سے زینت محل کو پیغام پہنچا کہ اگر تم نے اس موقعہ پر توپیں چلنے دیں تو تمہاری تمام امیدیں ہوا میں اڑ جائیں گی۔ تریا چاتر تو ہمارے ملک میں مشہور ہی ہے۔ جب بادشاہ نے توپیں چلانے کا حکم دیا تو بیگم کو بناوٹی طور پر غش پر غش آنے لگ گئے۔ اور اس نے بادشاہ سے کہا کہ توپوں کی آواز سے میرا دل دہل جاتا ہے۔ اگر آپ نے توپوں کو چلنا بند نہ کیا تو میں مر جاؤں گی پس خدا کے لئے توپوں کا چلنا بند کرائیں۔ اور اگر توپیں چلانا ضروری ہے تو اپنے ہاتھ سے پہلے مجھے قتل کر دیں۔ تاکہ میں ان کی آواز نہ سن سکوں۔ بادشاہ بھی دھوکے میں آ گئے اور گولہ باری کا حکم منسوخ کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ایک ہی مقام جہاں سے کامیابی کے ساتھ انگریزی فوجوں پر حملہ ہو سکتا تھا اس پر سے گولہ باری بند کر دی گئی اور انگریزی فوجیں غالب آ گئیں۔ خود بادشاہ کا وزیر اعظم اندر سے انگریزوں کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ اور انگریزوں کو باقاعدہ اندرونی خبریں پہنچتی رہتی تھیں۔

ہماری تاریخ

the TRUTH

THE FIRST NEWSPAPER IN NIGERIA

5-12-1958ء

۱۹۵۵ء میں لندن میں منعقدہ مربیوں کی کانفرنس کے موقعہ پر حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے فیصلہ فرمایا تھا کہ مغربی افریقہ کے لئے عربی کی تعلیم کی غرض سے نائیجیریا میں ایک سکول کھولا جائے۔ چنانچہ اساتذہ کا انتظام کرنے کے بعد اخبار ٹروتھ میں اعلان کیا گیا کہ چونکہ سکولوں کو عربی تعلیم دینے کے لئے اساتذہ کی شدت سے ضرورت ہے اس لئے احمدیہ جماعت نے فیصلہ کیا ہے کہ الارو جو لیگوس سے تقریباً ۵۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے میں ایک عربی کا سکول کھولا جائے۔ جو اعلان شائع کیا گیا۔ اس کی شقیں کچھ اس طرح تھیں۔

احمدیہ مشن نے عربک ٹیچرز ٹریننگ کالج الارو۔ صوبہ ایلبے کوتا میں کھولنے کا فیصلہ کیا ہے جو ۵۔ جنوری ۱۹۶۱ء سے تدریس کا کام شروع کر دے گا۔ طلبہ کی کم از کم تعلیمی قابلیت سٹینڈرڈ چھ پاس ہونا چاہئے۔ ایسے اساتذہ جو پہلے ہی سکولوں میں تدریس کا کام کر رہے ہیں انہیں ترجیح دی جائے گی۔ سالانہ فیس نو پونڈ ہو گی اور پہلی قسط کالج کھلنے سے سات روز پہلے وصول کی جائے گی۔ اور باقی چھ ماہ کے بعد۔ اگرچہ کالج کو ریذیڈنشل بنانے کا ارادہ ہے۔ یعنی تمام طلباء بطور بورڈر کالج ہی میں رہیں لیکن فی الحال ہر طالب علم کو اپنی رہائش کا خود انتظام کرنا پڑے گا۔ طلباء اپنی کتابیں اور کاپیاں خریدنے کے خود ذمہ دار ہوں گے۔ البتہ لائبریری کی سہولت مفت مہیا کی جائے گی۔ جو طلباء داخل ہونا چاہیں ان کا ۱۵۔ دسمبر ۱۹۵۸ء کو ۴۵ ایڈوما گبوایوینیو لیگوس میں انٹرویو ہو گا۔ یہ کورس ایک سال کے لئے ہو گا اور پاس کرنے کے بعد پرنسپل کے دستخطوں سے سرٹیفکیٹ ایشو کئے جائیں گے اور ان سرٹیفکیٹس پر چیف احمدیہ مشنری ویسٹ

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابن العطاء

میرا کالم

پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی تعلیم الاسلام کالج میں درس و تدریس کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے تو انہوں نے ایک آل پاکستان اردو کانفرنس منعقد کروانے کا اہتمام کرلیا۔ اس اردو کانفرنس کے موقعہ پر جو مقالے پڑھے گئے انہیں بعد ازاں کتابی صورت میں تذکرہ اردو کے عنوان سے شائع بھی کر دیا گیا۔ اسی موقعہ کی ایک بات بتانے کو اس لئے دل چاہتا ہے کہ ویسا ہی ایک اور موقعہ پیدا ہوا ہے۔ ایک صاحب نے مقالہ پڑھا اور اس میں اس بات کی تلقین کی اگر کسی زبان سے کوئی لفظ لے کر کسی دوسری زبان میں شامل کرلیا جائے تو اسے بہرحال پہلی زبان جس سے وہ لیا گیا ہے۔ اسی کے تلفظ اور لہجے کے ساتھ پڑھنا چاہئے کیونکہ دراصل وہ اسی زبان کا لفظ ہے۔ جب مقالہ پڑھا گیا تو پروفیسر عابد علی عابد جو دیال سنگھ کالج کے پرنسپل تھے کہنے لگے کہ یوں تو میری باری بعد میں آئے گی لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس مقالہ کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ چنانچہ انہوں نے شعر پر شعر سنانے شروع کردئے کہ ان میں بعض الفاظ جن کی طرف انہوں نے اشارہ بھی کیا ایسے ہیں جو دوسری زبان سے لئے گئے ہیں لیکن ہم نے اردو میں انہیں اس طرح کھپا لیا ہے کہ کسی نہ کسی حد تک ان کی ہیئت بدل گئی ہے اور ہونا بھی یہ چاہئے کہ جو لفظ کسی زبان سے لے کر کسی اور زبان میں استعمال کرنا شروع کر دیا جائے تو دوسری زبان کو یہ حق ہے کہ وہ اسے جس طرح چاہے استعمال کرے۔

ان کی یہ بات سن کر اخلاق جلالی (جو بی۔اے۔ کے کورس میں اس وقت شامل تھی جب میں بی۔اے کر رہا تھا) کا ایک حصہ یاد آگیا۔ اس حصے میں لکھا ہے کہ جہاں تک زبان کا تعلق ہے کسی بھی زبان کے بڑے بڑے ادیب جس طرح کسی لفظ کو لکھتے ہیں اسی طرح انہیں قبول کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے کہ وہ زبان کے بادشاہ ہوتے ہیں اور بادشاہ چاہے تو چاندی سونے کے سکے چلادے اور چاہے تو چمڑے کا سکہ چلادے۔ اور بات ہے بھی ٹھیک۔

بڑے بڑے ادیبوں کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے فلاں لفظ غلط استعمال کیا ہے۔ اردو ادب برداشت نہیں کرتا۔ غالباً کوئی زبان بھی برداشت نہیں کرتی۔ پس یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ کسی ایک زبان میں کوئی لفظ چاہے کیسے ہی استعمال کیا جائے۔ جب دوسری زبان اسے لے لیتی ہے تو وہ اپنے رنگ ڈھنگ پر اسے استعمال کرتی ہے۔ انگریزی کا ایک لفظ ہاسپٹل ہے۔ ہم اردو میں اسے ہسپتال کہتے ہیں اسی طرح اور بہت سے الفاظ ہیں انگلینڈ کو انگلستان کہتے ہیں جو مختلف زبانوں سے لے کر اردو دان اپنے طریق پر استعمال کرتے ہیں۔

چند روز ہوئے ایک عزیزہ گھر پر تشریف لائیں اور انہوں نے الفضل میں اشاعت کے لئے ایک نوٹ مجھے دیا۔ نوٹ میں لکھا تھا کہ الفضل کی طرف سے فل سکیپ کا لفظ لکھا گیا ہے۔ دراصل یہ لفظ "فولز کیپ" ہے اور اس کی وجہ بھی بیان کی ہوئی تھی کہ فولز کیپ کس طرح بنا لیکن اس بات کی کوئی وجہ نہیں بیان کی گئی تھی کہ ٹوپی کے ذکر سے کاغذ کیسے بن گیا۔ میں نے اس عزیزہ سے کہا کہ آپ ایسا کریں کہ کسی سٹیشنری کی دکان پر چلی جائیں اور ان سے کہیں کہ مجھے فولز کیپ چاہئے۔ اور پھر دیکھئے کہ وہ آپ کو کوئی چیز دیتے ہیں یا نہیں۔ وہ یقیناً آپ سے کہیں گے کہ بی بی! کسی ٹوپیوں کی دکان پر جائیے۔ آپ کہیں جی میں تو کاغذ لینے آئی ہوں۔ تو وہ آپ کی بات مانیں گے نہیں۔ فولز کیپ اور کاغذ کا وہ کہیں گے کیا تعلق ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ انگریزی ڈکشنریوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ فولز کیپ کیا تھی اور اسے کس طرح کاغذ کے لئے استعمال کیا جانے لگا۔ لیکن اردو والوں نے اسی لفظ کو جس طرح لیا ہے وہ فل سکیپ ہی ہے۔

ایک اور عزیز آئے وہ دفتر میں تشریف لائے۔ کہنے لگے کہ ہمارے استاد نے کہا ہے کہ پہلے دکان داروں کو یہ بات سمجھائی جائے۔ گویا کہ سارے پاکستان کے سٹیشنری رکھنے والے دکان داروں کو یہ بات سمجھائی جائے کہ وہ فل سکیپ نہ کہیں بلکہ فولز کیپ کہیں۔ جب کوئی کاغذوں کا دستہ لینے آئے تو وہ آپ سے کہے گا کہ مجھے فولز کیپ چاہئے۔ اور آپ کی توجہ ٹوپی کی طرف نہیں جانی چاہئے بلکہ کاغذوں کے دستے کی طرف۔ سارے پاکستان میں سٹیشنری بیچنے والوں کو اس بات کا سمجھانا اتنا ہی مشکل ہے جتنا کہ کسی بھی ایسی بات کا سمجھانا مشکل ہو سکتا ہے۔ دکان دار سے جا کر کہئے مجھے فل سکیپ کاغذوں کا دستہ دیجئے وہ فوراً آپ کو کاغذ کا ایک دستہ تھما دے گا۔ آپ نے تو کاغذ خریدنا ہے۔ جس لفظ کو وہ دکاندار سمجھ سکتا ہے وہی اس سے کہیں گے تو آپ کی خریداری مکمل ہو گی۔ ورنہ آپ خرید نہیں سکیں گے۔ پس کاغذوں کے دستے کو ہمارے خیال میں اور سٹیشنری بیچنے والے ہر دکاندار کے خیال میں اور اسی طرح ہر لکھے پڑھے انسان کے خیال میں جو اردو جانتا ہے اور بولتا ہے۔ کاغذوں کے دستے کو فل سکیپ ہی کہئے۔ فولز کیپ نہیں۔

اگر ہمارے اس کالم کو پڑھنے کے باوجود اپنی بات پر آپ مصر ہیں تو ٹھیک ہے فولز کیپ کہہ کر ہی سٹیشنری رکھنے والے دکانداروں سے کاغذ کا دستہ خریدیئے۔ خدا کرے کہ آپ کو مل جایا کرے۔ ہمیں اس میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

آپ کا خط ملا

مکرم نذیر احمد خادم صاحب بہاولنگر سے لکھتے ہیں:-

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو آپ کے شامل حال ہے کہ جماعت کا ترجمان روزنامہ الفضل علمی و ادبی اور معلوماتی و دینی معلومات کے متنوع اور دلچسپ مضامین کے ایسے خوش رنگ اور حسین و جمیل پھولوں سے مزین ہوتا ہے کہ جو "ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است" کا مصداق ہوتے ہیں۔ عمر کے اس حصہ میں آپ جس قدر محنت و جاں فشانی اور عرق ریزی سے کام لے کر الفضل کے دامن کو علم و حکمت کے موتیوں سے مالا مال کرنے میں شب و روز ان تھک جہد مسلسل ہمہ تن مصروف رہتے ہیں اسے دیکھ کر یہی کہا جا سکتا ہے کہ "ہر کارے و ہر مردے" اور "ہر یکے را بہر کارے ساختند" بہرحال ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ۔ اللہ آپ کی عمر و صحت اور قلم میں مزید برکت اور برکت پر برکت عطا فرمائے اور اپنی تائید و نصرت سے نوازتا چلا جائے۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

آمدم بر سر مطلب کہ محترم حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل کے مجموعہ کلام "نغمہ اکمل" کا تعارف الفضل (9۔جولائی 1995ء) میں پڑھ کر مجھے بے حد خوشی ہوئی کہ حضرت ممدوح میرے مہربان و مشفق تھے اور آپ کی زندگی کے آخری دس گیارہ برس میں ان کی پیہم شفقتوں، نوازشوں اور دعاؤں کا مورد رہا۔ رب رحمان و منان آپ کی روح پر اپنی رحمتوں کی بارش برساتا رہے۔ مجھے یہ سعادت حاصل ہے کہ حضرت قاضی صاحب مغفور سے میری مراسلت اور خط کتابت کا سلسلہ جو شروع ہوا تو آپ نے اسے تادم واپسیں منقطع نہ ہونے دیا۔ آخری دس گیارہ سال باوجود ضعف و پیرانہ سالی کے آپ نہایت محبت و کمال شفقت کے ساتھ میرے ہر خط کا جواب بقلم خود تحریر فرماتے رہے۔ ایک بار میں نے جوابی پوسٹ کارڈ ارسال خدمت کیا تو اس امر کو پسند نہ فرمایا اور آئندہ کے لئے مجھے ایسا کرنے سے منع فرما دیا۔ میں نے پہلا خط بغرض دعا لکھا تھا جس کا جواب آپ نے عطا فرمایا تو اس کے ساتھ ہی ہماری خط و کتابت کا وہ سلسلہ جاری ہو گیا جس کا انقطاع آپ کے سانحہ ارتحال ہی سے ہوا۔

حضرت اکمل (خدا ہر آن آپ کے درجات بلند فرماتا چلا جائے) کے داغ فراق و وصال کے بعد نغمہ اکمل کے محاسن پر لکھا ہوا مضمون جو پڑھا تو ذہن کے پردہ پر آپ کی محبت و شفقت کی ان مٹ فلم چلنے لگی۔ یادوں کا دریچہ وا ہو گیا ہے تو چند ایک کا تذکرہ بھی ہو جائے۔ 1962ء میں جب خاکسار گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ میں ٹی۔آئی ہائی سکول کا طالب علم تھا اور جماعت دہم میں پڑھتا تھا، کئی روز تک ذہن پر زور دے کر بہت سارے اشعار لکھے اور کلام خادم کے زیر عنوان حضرت قاضی صاحب کی خدمت میں اس درخواست کے ساتھ بھجوا دیئے کہ ان کی اصلاح فرما دیجئے اور اپنی رائے سے بھی ممنون فرمائیے اس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا کہ

آپ کے اشعار پڑھ کر بے اختیار ہنسی آگئی۔ نثر کو بگاڑ کر لکھنے کا نام نظم یا شعر نہیں ہوتا۔"

آپ کا یہ تبصرہ ہی تھا جس نے میرا شاعری کا سارا نشہ ہرن کر دیا اور اس کے بعد میں نے کبھی اس طرف توجہ نہیں کی بلکہ تحریر ہی کی طرف کچھ نہ کچھ دھیان رہا وہ بھی بعد میں بے قاعدگی کی نذر ہو گیا۔ آپ کبھی میری درخواست پر اور کبھی خود از راہ شفقت مجھے اپنا تازہ کلام ارسال فرماتے رہتے۔ میں ایسی تمام نظمیں بغرض اشاعت ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ کو بھیج دیتا۔ اس نوٹ کے ساتھ کہ یہ نظم حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل نے میری درخواست پر لکھی ہے۔

حضرت امام جماعت الثانی کے وصال کے بعد میں نے خواب دیکھا کہ میں حضرت صاحب کے بارے میں ایک نظم پڑھ رہا ہوں جس کا قافیہ اور ردیف میں نے حضرت قاضی صاحب کی خدمت میں لکھی اور اس پر نظم لکھنے کی خواہش کی۔ چنانچہ آپ نے وہ نظم لکھ کر مجھے ارسال فرمادی جو میں نے تشحیذ الاذہان میں چھپوا دی۔ یہ نظم نغمہ اکمل کے صفحہ ۵۲۴ پر موجود ہے اور اس کے مقطع میں آپ نے از راہ شفقت میرا تخلص "خادم" درج فرمایا جو یوں ہے

خادم آشفتہ الفضل حق سے ہو کر جاں بہ کف
کرلے حاصل آگے بڑھ کر دیں کی خدمت کا شرف

بعد میں یہی نظم کتاب "یاد محمود" میں میرے نام سے چھپ گئی۔ میں نے حضرت چھوٹی آپا کی خدمت میں لکھا کہ یہ نظم میری نہیں اور نہ ہی میں شاعر ہوں چنانچہ یاد محمود کے دوسرے ایڈیشن میں یہ نظم حضرت قاضی صاحب کے نام سے چھپ گئی۔

گھٹیالیاں کا ٹی آئی ہائی سکول ہائر سیکنڈری سکول بن گیا۔ پھر الگ انٹرمیڈیٹ کالج کا قیام عمل میں آیا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اسے ایک عظیم تعلیمی درس گاہ بنانا چاہتے تھے۔ خاکسار کو اس کالج کی پہلی فرسٹ ایئر کلاس کا طالب ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ ہمارے پہلے پرنسپل استاذی المکرم عبد السلام صاحب اختر تھے۔ آپ نے کالج کی سٹوڈنٹس یونین تشکیل دی۔ پہلے سال خاکسار اس کا سیکرٹری بنا اور دوسرے سال کالج یونین کا صدر رہا۔ خاکسار نے

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیخ رحمت اللہ شاکر

غیرتِ ایمانی

مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر اپنی کتاب "مسلم نوجوانوں کے سنہری کارنامے" میں غیرتِ ایمانی کے سلسلے میں لکھتے ہیں:-

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی ابتدا میں جو فتنہ ارتداد اٹھا تھا جب وہ فرو ہوا اور باغی مقتل میں لائے گئے تو ایک نوجوان حضرت امرا لقیس کے ایک چچا بھی ان میں تھے آپ خود ان کو قتل کرنے کے لئے آگے بڑھے تو اس نے کہا کہ کیا تمہارا ہاتھ اپنے چچا پر اٹھ سکتا ہے۔ اور تمہاری تلوار اپنے باپ کے بھائی کی گردن پر چل سکتی ہے۔ تم مجھے قتل کرو گے۔ آپ نے جواب دیا کہ بے شک آپ میرے چچا ہیں مگر اللہ عزوجل جس کے لئے میں تمہیں قتل کرنا چاہتا ہوں میرا رب ہے۔

(۲) غزوہ بنو مصطلق سے جب آنحضرت ﷺ واپس آرہے تھے تو راستہ میں مریسیع کے مقام پر پڑاؤ کیا۔ اس جگہ منافقین نے جو ہمیشہ مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے اور اس طرح نخل اسلام کو اس کی ابتدائی حالت میں ہی نفاق و اختلاف کی زہر میں ملی ہوا سے مرجھا دینا چاہتے تھے ایک نہایت خطرناک فتنہ کھڑا کرنا چاہا۔ جس سے قریب تھا کہ مسلمانوں میں کشت و خون تک نوبت پہنچتی۔ عصبیت کو مٹا کر اسلام نے ان کے اندر جو اخوت پیدا کی تھی اس کا خاتمہ ہو جاتا۔ اور خانہ جنگی شروع ہو جاتی۔

اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ حضرت عمرؓ کا ایک ملازم جہجاہ نام چشمے پر پانی لینے گیا۔ انصار میں سے بھی ایک شخص سنان پانی کے لئے وہاں گیا۔ دونوں کم علم اور معمولی عقل و سمجھ کے آدمی تھے۔ پانی بھرتے بھرتے دونوں میں تکرار ہو گئی۔ اور جہجاہ نے سنان کو ایک ضرب لگا دی۔ سنان نے دہائی مچا دی۔ اور انصار کو مدد کے لئے پکارا۔ جہجاہ نے مہاجرین کو آوازی دی۔ اور چشم زدن میں وہاں ایک اچھا خاصا مجمع ہو گیا۔ اور قریب تھا کہ تلواریں نکل آتیں اور مسلمان اپنے ہی بھائیوں کے خون سے اپنے ہاتھ آلودہ کر لیتے۔ مگر بعض سنجیدہ بزرگوں نے معاملہ رفع دفع کر دیا۔ اور اس طرح یہ فتنہ رک گیا۔ لیکن فتنہ و فساد پیدا کرنے کا ایک زریں موقعہ ضائع جانے کی اطلاع جب منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول کو ہوئی تو اس نے پھر اس فتنہ کی آگ کو ہوا دینا چاہی۔ اپنے ساتھیوں کو بہت اکسایا اور کہا کہ ہمیں مدینہ پہنچنے دو عزت والا شخص یا گروہ ذلیل شخص یا گروہ کو وہاں سے نکال دے گا۔ یہ سن کر مخلصین کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اور ان کی تلواریں عبداللہ کے قتل کے لئے بے قرار ہو رہی تھیں کہ عبداللہ کے لڑکے حبابؓ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور کہا یا رسول اللہ میں نے سنا ہے کہ میرے باپ نے شرارت کی ہے اور آپؐ نے اس کے قتل کا حکم دیا ہے۔ اگر میری یہ اطلاع درست ہے تو آپؐ مجھے حکم دیں کہ میں اپنے باپ کا سر کاٹ کر حاضر کروں۔ کیونکہ اگر آپ نے یہ کام کسی اور کے سپرد کیا تو ممکن ہے کسی وقت میری رگ جاہلیت جوش مارے اور میں اس مسلمان کو اپنے باپ کا قاتل سمجھ کر کوئی نقصان پہنچا بیٹھوں اور اس طرح جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنا لوں۔ مگر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہمارا ہرگز یہ ارادہ نہیں۔

(۳) اپنے باپ کی اس گستاخی پر حضرت حبابؓ کو اس قدر طیش تھا کہ جب لشکر نے کوچ کیا۔ تو انہوں نے باپ کا راستہ روک لیا۔ اور کہا خدا کی قسم میں تمہیں ہرگز واپس نہ جانے دوں گا۔ جب تک تم اقرار نہ کرو کہ معزز ترین وجود آنحضرت ﷺ ہیں اور ذلیل ترین تم ہو۔ اور اس مطالبہ پر اس قدر اصرار کیا کہ مجبور ہو کر عبداللہ کو یہ الفاظ کہنے پڑے۔

(۴) ستر قاریوں کے ایک وفد کے ایک قبیلہ کی درخواست پر تعلیم دین کے لئے بھیجنے کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ بئر معونہ کے مقام پر کفار نے ان کو گھیرا اور سوائے حضرت منذر بن عمرو کے جو اس وفد کے امیر تھے سب شہید ہو گئے حضرت منذر سے کفار نے کہا کہ اگر تم درخواست کرو تو تم کو امان دی جا سکتی ہے۔ مگر آپ کی غیرت نے یہ بے حمیتی گوارا نہ کی۔ کہ اپنی جان بچانے کے لئے کفار سے درخواست کریں اور بے غیرتی کی اس زندگی پر موت کو ترجیح دی۔ زندگی کتنی پیاری چیز ہے۔ اس سوال کا جواب ہر شخص کا دل دے سکتا ہے۔ اور جب یہ پیاری جان محض منہ سے کہہ دینے سے بچائی جا سکتی ہو اور نہ بچائی جائے تو ایمانی غیرت کا اندازہ کرنا مشکل نہیں چنانچہ مردانہ وار لڑے اور شہادت پائی۔

اللہ کی عبادت کرنے والے مبارک ہوتے ہیں

اصل غرض انسان کی محبت ذاتی ہونی چاہئے۔ اس سے جو کچھ اطاعت اور عبادت ہوگی وہ اعلیٰ درجہ کے نتائج اپنے ساتھ رکھے گی۔ ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے مبارک بندے ہوتے ہیں وہ جس گھر میں ہوں وہ گھر مبارک۔ اور جس شہر میں ہوں وہ شہر مبارک۔ اس کی برکت سے بہت سی بلائیں دور ہو جاتی ہیں۔ اس کی ہر حرکت و سکون اس کے در و دیوار پر خدا کی برکت اور رحمت نازل ہوتی ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

عبدالباسط شیخ

محترمہ امۃ البصیر صاحبہ

مورخہ 27۔ اکتوبر 1933ء کو کلانور ضلع گورداسپور (انڈیا) میں پیدا ہوئیں۔ آپ کی تربیت ایک مذہبی گھرانے میں ہوئی اس لئے شروع ہی سے امی کو مذہب سے پیار تھا۔

اتنی نیک ہستی کہ کبھی کسی کو امی سے تکلیف نہ پہنچی۔ اپنی زندگی میں چار بیٹوں کی شادیاں کر گئیں اور اکلوتی بیٹی جس سے امی کو بہت محبت تھی اپنے ہاتھوں سے رخصت کر گئیں۔ چاروں بھابیاں جو اللہ کے فضل سے ناروے میں خوش و خرم ہیں وہ گواہ ہیں کہ امی پیار اور محبت کا منبع تھیں جس طرح اپنی بیٹی کو چاہا اس سے بڑھ کر ان کو عزت دی اور ہر بھابی کی رخصتی کے وقت جب ان کے والدین رو رو کر ان کو رخصت کرتے تو امی کی حالت بھی غیر ہو جاتی اور رونے والوں کو رو رو کر دلاسا دیتیں کہ تم میرے پاس اپنی بیٹی کو بھیج رہے ہو پھر کیوں فکر کرتے ہو تمہاری بیٹی رانی بن کر رہے گی کیونکہ اب یہ میری بیٹی ہے۔

اکثر مجھ سے حضرت صاحب کی نظمیں سنانے کا کہتیں چونکہ میں اپنی آواز کو اچھی نہ سمجھتا تھا اس لئے ٹال جاتا تو کہتیں ہم جب چھوٹے ہوتے تھے تو اونچی اونچی یہ نظمیں پڑھا کرتے تھے بلکہ ہم دونوں چھوٹی بہن امۃ السلام اور میں بیت بازی کرتے اور خوب مقابلہ جمتا تھا۔ ایک دفعہ گرنے سے امی کے گھٹنے کی ہڈی کریک ہو گئی گو کریک معمولی تھا مگر درد بہت شدید تھا پورا گھٹنا سوج گیا اور چلنے پھرنے سے معذور رہو گئیں تو یہ سعادت میرے حصے میں آئی کہ امی کو اٹھا کر باتھ روم لے جاؤں اور واپس لاؤں میرے ساتھ میری بھابی ثمینہ محمود مددگار ہوتی تھیں۔ اس بات سے امی اتنی خوش تھیں کہ ٹھیک ہونے کے بعد کہنے لگیں جو خدمت تم لوگوں نے اس وقت میری کی ہے اس کا اجر خدا ہی دے سکتا ہے۔

میں گواہ ہوں کہ ہمارے تمام رشتہ دار امی کے خلوص، نیکی اور غیر جانبداری کی بہت تعریف کرتے تھے۔ امی نے شادی کے بعد کا اکثر زمانہ تنگی میں بسر کیا مگر زبان سے کبھی شکایت نہ کی اور نہ ہی کبھی یہ ظاہر کیا ہم سات بہن بھائی کھانے والے اور ایک پکانے والی ہوتی تھیں اور لکڑیوں کے دھوئیں کی آڑ میں آنسو صاف کیا کرتی تھیں اور خدا سے دعا مانگا کرتی تھیں کہ اللہ ہمارے گھر بھی گیس لگا دے اور اللہ نے سن لی۔ اتنی صابر خاتون، اتنی خدمت گزار بیوی اور محبت کرنے والی ماں کہ ہم پر اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔

گھٹنے میں تکلیف کی وجہ سے بیٹھ کر ٹانگیں لمبی کر کے اکثر سر جھکائے نجانے خدا سے عبادت کرتے ہوئے کیا کیا مانگتی رہتی تھیں۔ میں اکثر پاس جا کر لیٹ جاتا تو رات کی خاموشی میں امی کے منہ سے تسبیح کی آواز آتی رہتی۔

مورخہ 20 دسمبر 1994ء کو میں اپنی بہن کی نند کی شادی کے سلسلے میں کراچی گیا۔ امی کو کھانسی کی ہلکی شکایت تھی بلغم بھی بن رہی تھی۔ نجانے امی کو کیا احساس ہوا جب میں جانے لگا تو مجھے گلے سے لگایا اور خاص طور پر جو الفاظ کہے وہ مجھے لفظ بہ لفظ یاد ہیں کہ "باسط میرے لئے روز دعا کرنا" میں نے وعدہ کیا اور اس دن کی دعا میں نے بس میں بیٹھ کر کی اور باقی دنوں کی دعا میں شادی کے ہنگاموں میں بھول گیا مجھے کیا علم تھا کہ میرے پیچھے کیا ہونے والا ہے ورنہ میں ہرگز نہ جاتا۔

مورخہ 23 دسمبر کو جب ہم شادی کی خوشیوں میں ڈوبے ہوئے تھے کہ چھوٹے بھائی مدثر کا فون گیا اور میرے بہنوئی نوید بھائی کو یہ خبر سنائی اور اسی وقت انہوں نے اپنی امی کو مخاطب کر کے میرے سامنے ہی یہ خبر سنا دی۔ مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے زمین پھٹ گئی ہو اور اس میں سے شعلے نکلنا شروع ہو گئے ہوں اور ساتھ ساتھ زمین نے ایک رخ پر اور آسمان نے دوسرے رخ پر گھومنا شروع کر دیا ہو۔ اور ایک مشکل اور کہ باجی کے گھر پہلا بچہ آنے والا تھا اور فائنل سٹیج پر باجی پر فالج کا عارضی حملہ ہوا تھا۔ اب اگر میں انہیں بتاؤں تو خطرہ بڑھ جاتا تھا اسی بات نے مجھے اپنی تمام کائنات اجڑنے کے بعد رونے بھی نہ دیا کہ کہیں عطیہ باجی کو پتہ نہ چل جائے کہیں شادی والے گھر میں ماتم نہ پڑ جائے بعض عورتیں میرے گلے سے لگ کر رونے لگیں تو میں نے فوراً منع کر دیا اور خود ایک الگ کمرے میں چلا گیا۔ آنکھوں کا یہ عالم تھا کہ ایک طوفان سموئے ہوئے تھیں مگر خود پر صبر کا بند باندھ کر عطیہ باجی کے پاس گیا اور چہرے پر زبردستی مسکراہٹ پیدا کر کے میں نے اور نوید بھائی نے عطیہ باجی سے باتیں شروع کر دیں۔ پھر میں نے عطیہ باجی کو باتوں باتوں میں بتایا کہ امی کی طبیعت خراب ہے امی کے پاس ابو اکیلے ہیں مدثر لاہور ہے اس لئے مجھے جلدی واپس جانا پڑے گا۔ عطیہ باجی نے میرا بیگ تیار کر دیا اور میں پہلی فلائیٹ سے واپس آ گیا۔ وہ بیٹی جس کے لئے امی رو رو کر نجانے کتنی دعائیں کیا کرتی تھیں اپنی ماں کا چہرہ نہ دیکھ سکی۔ امی کی میت ابھی گھر میں پڑی تھی کہ عطیہ باجی کے ہاں فرید احمد پیدا ہوا۔ شاید خدا کی تقدیر میں یہی لکھا ہوا تھا کہ ایک فرد نے جانا ہے اور ایک نے آنا ہے۔ خدا کے کام بھی کتنے نرالے ہوتے ہیں۔ عطیہ باجی کو بیماری کی شدت کے باعث نو دس دن بعد بتایا گیا جس وقت ہمارا یہ عالم تھا کہ رو

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

کرائنا کا اب کوئی وجود نہیں

کروشیا نے اعلان کیا ہے کہ اس کے باغی سربوں نے 1991ء میں جس علاقے پر قبضہ کر کے شہر میں ایک حکومت قائم کی تھی' اب اس کا کوئی وجود باقی نہیں رہا- اور اس کے ساتھ ہی شمال اور جنوب میں اقوام متحدہ کے سیکٹر بھی ختم ہو گئے ہیں- کروشیا نے گزشتہ دنوں حیران کن تیز رفتاری سے حملہ کر کے کرائنا پر قبضہ کر لیا تھا-

کروشیا کے صدر فرانجو تجمان نے گزشتہ روز مفتوحہ علاقے کا دورہ کیا- انہوں نے کہا کہ ہم نے کروشیا کے علاقے واپس لئے ہیں اور اس کا مقصد یہ کہ آئندہ سینکڑوں سال کے لئے کروشیا حکومت کو مستحکم کر دیا جائے-

کروشیا نے اپنے حملوں کا آغاز مئی میں کر دیا تھا جب اس کی فوجوں نے جنوبی سلووینیا کے علاقے میں دو چھوٹے چھوٹے قصبوں کو واپس لے لیا تھا- کروشیا نے 1991ء میں سابق یوگوسلاویہ سے علیحدگی کا اعلان کر کے آزاد مملکت بننے کا اعلان کیا تھا اس وقت اس کے علاقے کے سربوں نے بغاوت کر کے 30 فیصد علاقے پر قبضہ کر لیا تھا- مغربی سلووینیا میں قبضہ کرنے کے بعد کروشیا کی فتوحات کی جو لہر آئی تھی اس نے بالآخر کرائنا کی باغی سربوں کی حکومت کا خاتمہ کر کے رکھ دیا-

کروشیا کی وزارت دفاع کے ترجمان جنرل توج نے کہا کہ کروشیا کی فوجوں نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے- اب ہم نے سربوں کے باقی چند علاقوں میں واقع سرب فوج کو بھی ہتھیار ڈالنے کا الٹی میٹم دے دیا ہے-

یاد رہے کہ کرائنا پر قبضے کے بعد کروشیا نے پر بجیا پر بھی قبضہ کر لیا تھا-

کروشیا کی افواج نے مزید پیش قدمی کر کے سربوں کی بعض چھوٹی مزاحمتوں کو بھی ختم کر دیا- کینن پر قبضہ کے بعد اب مشرقی سلووینیا ہی وہ بڑا علاقہ باقی رہ گیا ہے جو اب بھی باغی سربوں کے قبضہ میں ہے-

کروشیا کے وزیر خارجہ مائے گرانلڈ نے جنیوا میں عالمی نمائندوں اور یورپین یونین کے افسران کو بتایا حملے کے تیسرے دن اب فوجی کارروائی قریباً ختم ہو چکی ہے-

جنیوا میں سفارتی نمائندوں کا خیال ہے کہ کرائنا کے لوگوں کی 99% تعداد اس جگہ سے بھاگ کر بوسنیا میں سربوں کے زیر قبضہ علاقے میں چلی گئی ہے جہاں اقوام متحدہ کے زیر انتظام ان کی رہائش اور دیگر ضروریات کا بندوبست کیا جائے گا-

اس علاقے میں امدادی کام کرنے والے کارکنوں نے بتایا کہ سرب مہاجروں کی بہت بڑی تعداد کی ہجرت کی وجہ سے علاقوں میں سڑکوں پر ٹریفک بلاک ہو گئی ہے-

سربوں کی آرمی کے سربراہ اور ملک کے سیاسی سربراہ راڈوون کراڈزک کے درمیان کشمکش شروع ہو گئی ہے- آرمی چیف جنرل رانکو بیلا ڈک نے گزشتہ دنوں صدر مسٹر راڈوون کراڈزک کی وہ کوشش ناکام بنا دی تھی جس کے مطابق مسٹر راڈوون ان کی تنزلی کرنے والے تھے- فوج کے سربراہ نے اس بغاوت کی حمایت کی تھی جو سیاسی عہدے کے حامل ملک کے صدر کے خلاف برپا کی گئی تھی- آرمی چیف نے اس بارے میں سربوں کی پارلیمنٹ کو ایک کھلا خط لکھا تھا-

ماہرین کا خیال ہے کہ یہ لڑائی آرمی چیف کے حق میں ختم ہو گی- کرائنا کے زوال کے بعد اب بوسنین آرمی کی پوزیشن مضبوط ہو گئی ہے-

○○○

بنگلہ دیش کا سیاسی بحران

بنگلہ دیش کے سپیکر شیخ رزاق نے مزید 52 اپوزیشن اراکین قومی اسمبلی کی نشستیں خالی قرار دے دی ہیں اس طرح سے اب اسمبلی میں سے 142- اراکین کی نشستیں خالی ہو چکی ہیں- ان لوگوں کو تین ماہ سے زائدہ عرصہ بغیر رخصت لئے غیر حاضری کی وجہ سے نشستوں سے محروم کیا گیا ہے- گزشتہ ماہ سپیکر نے 87 نشستوں کے خالی ہو جانے کا اعلان کر دیا تھا-

بنگلہ دیش کی اپوزیشن عوامی لیگ کی سربراہ مجیب الرحمٰن کی صاحبزادی شیخ حسینہ واجد کی قیادت میں حکومت کے خلاف شدید مہم چلا رہی ہے- اسمبلی کی سیٹوں سے محرومی ان کے طے شدہ منصوبہ کا حصہ ہے- کیونکہ اپوزیشن کا مطالبہ ہے کہ ملک میں درمیانی مدت کے انتخابات کرائے جائیں- وزیراعظم بیگم خالدہ ضیاء کے استعفے کا بھی مطالبہ کیا گیا- اپوزیشن یہ بھی مطالبہ کر رہی ہے کہ بیگم خالد ضیاء نہ صرف اسمبلی توڑ دیں بلکہ نئے انتخابات کے دوران نگران وزیراعظم کا کردار بھی ادا نہ کریں-

سردست بیگم خالدہ ضیاء اپنے موقف پر قائم ہیں کہ ان کی حکومت کو اپنا وقت پورا کرنا چاہئے اور یہ کہ درمیانی مدت کے انتخابات نہیں کرائے جائیں گے- اور جو سیٹیں خالی ہوئی ہیں ان پر ضمنی انتخابات کروائے جائیں گے- تاہم 142 سیٹوں کے خالی ہو جانے سے ملک کا سیاسی بحران شدید تر ہو گیا ہے- اگر ان نشستوں پر ضمنی انتخابات کرائے گئے تو یہ اپنی نوعیت کا ایک عجیب واقعہ ہو گا- اس سے قبل کبھی بھی اتنی بڑی تعداد میں ضمنی انتخابات نہیں کرائے گئے-

○○○

ویت نام میں امریکی سفارت خانہ

امریکہ کے وزیر خارجہ مسٹر وارن کرسٹوفر نے جو آج کل ویت نام کے دورے پر ہیں دارالحکومت ہنوئی میں امریکہ کے سفارت خانے کا افتتاح کیا- 20 سال قبل امریکہ کو ذلت آمیز شکست کھا کر ویت نام سے نکلنا پڑا تھا- فوجی میدان میں یہ امریکہ کی سب سے بڑی شکست تھی-

امریکہ نے جنوبی ویت نام کے نام سے ویت نام میں اپنی پٹھو حکومت قائم کر رکھی تھی- اور ملک کے باقی حصے کو شمالی ویت نام کہا جاتا تھا جہاں مسٹر ہوچی منہ کی سربراہی میں امریکہ کے خلاف گوریلا جنگ لڑی گئی- امریکہ نے اپنی لاکھوں کی تعداد میں افواج کو جدید اسلحہ سے مسلح کر کے شمالی ویت نامی کیمونسٹ گوریلوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی مگر ہر بار اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا- آخر کار امریکہ کو واضح طور پر شکست کھا کر یہاں سے نکلنا پڑا- اس دوران عرصہ 20 سال سے ویت نام اور امریکہ کے درمیان رابطے منقطع رہے- اب حالت یہ ہے کہ ملک کی بھاری اکثریت یہ چاہتی ہے کہ وہ امریکہ میں جا کر بس جائے- اس ضمن میں امریکہ کے ویزے حاصل کرنے والوں کی بڑی تعداد ہر صبح امریکی سفارت خانے کے باہر آ کھڑی ہوتی ہے اور کئی کئی گھنٹے یہ لوگ انتظار کرتے رہتے ہیں کہ ان کی باری کب آئے گی؟-

جس ملک کو امریکہ فوجی طور پر شکست نہ دے سکا- اس ملک کے عوام کو غربت نے شکست دے دی-

بقیہ صفحہ 3

افریقہ لیگوس کے دستخط بھی ہوں گے- کوشش کی جا رہی ہے کہ نائیجیریا کی حکومت سے ایسے سرٹیفیکیٹس کو تسلیم کرا لیا جائے- درخواستیں ۱۰- دسمبر ۱۹۵۸ء تک موصول ہو جانی چاہئیں-

جیسا کہ احباب جماعت جانتے ہوں گے آج کل اس کالج کے پرنسپل مکرم شکیل احمد منیر صاحب ہیں-

بقیہ صفحہ 4

حضرت قاضی صاحب کی خدمت میں سال اول کے دوران کالج یونین کا سیکرٹری بننے کی خوشخبری بذریعہ خط پہنچائی اور ساتھ ہی بائیں پہلو میں ہونے والے اپنے ایک درد کا ذکر کیا جسے میں نے از خود ہی درد دل سے تعبیر کیا- اس پر حضرت قاضی صاحب نے ایک منظوم مکتوب ارسال فرمایا:-

میرے پہلے بیٹے عزیزم ظہیر احمد طاہر کی ولادت پر اپنے تہنیت نامہ اور دلی دعاؤں سے معمور عنایت نامہ ارسال فرمایا اور حروف ابجد کے حساب سے تاریخ پیدائش نکالی- نومولود مسعود کا نام بھی خود ہی ظہیر احمد تجویز فرمایا-

نغمہ اکمل میں آپ کی اس عاجز سے گہری محبت و شفقت کے نقوش موجود ہیں جو تازہ گلوں کی' خوش رنگ گلابوں کی خوشبو کی طرح میرے مشام جان کو معطر رکھتے ہیں- میرے لئے یہ بڑی سعادت' بڑے اعزاز کی بات ہے کہ میرے عالی مقام مرشد و آقا کے ایک رفیق کے قلب صافی میں میرے لئے ایک جگہ تھی- نغمہ اکمل کے صفحہ 439 پر "ترانہ عقیدت" کے زیر عنوان نظم بھی میری خواہش پر مجھے لکھ کر آپ نے ارسال فرمائی تھی- صفحہ 475 کے وسط میں 30- اگست کو کہی گئی نظم کو مجھ سے منسوب کرتے ہوئے نظم کے اوپر یہ محبت بھرے الفاظ چھپے ہوئے موجود ہیں- "برائے خادم نذیر احمد گھٹیالیاں' فی البدیہہ کارڈ آنے پر" پھر صفحہ 486 پر نظم بھی خاکسار کی خواہش پر آپ نے ارسال فرمائی- صفحہ 475 پر شائع شدہ (31- اگست 1960ء کو مرقومہ) نظم پر بھی یہ الفاظ آپ کے قلم سے مرقوم ہیں "برائے خادم نذیر احمد" حضرت قاضی صاحب کے اس شیریں ذکر کا اختتام حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اس دعائیہ شعر پر کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں کہ

"اے خدا بر تربت اُو ابر رحمت ہا ببار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم"

بقیہ صفحہ 5

رو کر آنسو بھی خشک ہو چکے تھے صرف سسکیاں رہ گئیں تھیں-

عطیہ باجی کو جب کراچی سے ربوہ لایا گیا تو سارے رشتہ دار دوبارہ جمع تھے اور وہی منظر تھا جسے یاد کر کے اعصاب تن جاتے ہیں- نجانے خدا نے میری بہن میں اتنا صبر کہاں سے دے دیا اس نے توقعات کے برعکس انتہائی دانشمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے صبر کی انتہا کر دی-

وفات کے روز صبح کے وقت دادی اماں جنہیں ہم پیار سے بڑی امی کہتے ہیں امی کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں تو امی نے بڑی امی کو کہا کہ مجھے ایک خواب آئی ہے سناؤں؟ بڑی امی نے کہا اگر اچھی ہے تو سناؤ ورنہ نہ سنانا تو امی نے چند لمحے توقف کے بعد کہا مجھے نہیں علم کہ اچھی ہے یا نہیں پھر خواب سنانی شروع کر دی کہ "ایک راستہ ہے مجھے نہیں علم کہ وہ کونسا راستہ ہے اس پر بہت سے مرد' عورتیں اور بچے جا رہے ہیں میں دیکھتی ہوں کہ دو بہت خوبصورت بزرگ ہیں جنہوں نے سفید رنگ کی پگڑیاں پہنی ہوئی ہیں- مجھے بزرگ اتنے اچھے لگتے ہیں کہ میں بھاگ کر جاتی ہوں اور ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کے ساتھ چل پڑتی ہوں اور جب پیچھے مڑ کر دیکھتی ہوں تو پیچھے کوئی بھی نہیں ہوتا-"

دادی اماں نے پوچھا کیا تمہیں ڈر نہیں محسوس ہوا ان کے ساتھ جاتے ہوئے تو امی نے کہا نہیں میں معصوم تھی مجھے کیوں ڈر محسوس ہوتا- دادی اماں نے کہا تم نے لاحول پڑھ کر بائیں طرف تھوک دینا تھا خواب کا اثر زائل ہو جاتا ہے تو امی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہا کیوں بری خواب ہے؟ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو کیسے کیسے سچی اور واضح خواب دکھا دیتا ہے۔

اصل میں ہر کہانی میں بعض خاموش کردار بھی ہوتے ہیں جن پر آکر بات ختم ہی ہو گئی ہو وہ میرے ابو ہیں جنہوں نے صبر کی انتہا کر دی اور ہمیں یوں سمیٹ لیا جیسے کوئی پرندہ اپنا گھونسلہ اجڑنے کے بعد بچوں کو سنبھالتا ہے۔

آج اس واقعہ کو آٹھ ماہ گزرنے کو ہیں اور آج بھی ہمارے زخم ہرے ہیں خدا ہم سب کو یہ واقعہ بھلانے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ کہتے ہوئے کتنا عجیب محسوس ہوتا کہ خدا ہماری امی کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین۔

بقیہ صفحہ ۱

ایک انسان جو یہ کہتا ہے کہ اے خدا روزی کا کوئی ذریعہ نہیں' فاقے مر گیا' بار بار تیرے حضور ماتھا رگڑتا ہوں 'کوئی جواب نہیں آتا۔ تو کیسا خدا ہے ایک طرف کہتا ہے (-) وہ تجھ سے میرے بندے سوال کرتے ہیں کہ میں کہاں ہوں (-) میں پاس ہوں تو وہ کون سا خدا تھا جس نے یہ اعلان کیا ہماری دعائیں تو نہیں سنی جارہی ہیں یہ جو اضطراب ہے اس کا تجزیہ کر کے اسے حقیقی اضطراب سے الگ کرنا ہو گا جو اضطراب خدا سے ملانے والا ہے۔ یہ وہ دعائیں ہیں جو شدید اضطراب میں اگر مقبول ہو بھی جائیں تو خدا سے نہیں ملاتیں بلکہ نفس پرستی کی دعائیں ہیں۔ اپنے نفس سے ملاتی ہیں اور انسان واپس اپنے نفس کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ اس کی مثال دیتا ہے فرماتا ہے کہ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اضطراب حقیقی ہے اور اس وقت بعض لوگ یہ یقین کر لیتے ہیں کہ خدا کے سوا اب کوئی نہیں جو بچانے والا ہو۔ جب یہ اخلاص' عارضی اخلاص بھی پیدا ہو جائے تب بھی ہم ان کی دعاؤں کو سن لیتے ہیں لیکن جانتے ہیں کہ یہ لوگ جو کشتیوں میں سوار طوفان کی لہروں کے رحم و کرم پر ہیں کسی لمحہ بھی وہ طوفان ان کو غرق کر سکتے ہیں۔ جب مخلصین ہو کر مجھے پکارتے ہیں اضطراب کے ساتھ 'تو میں جواب دیتا ہوں ان کے طوفان کو امن کی حالت میں بدل دیتا ہوں۔ وہ خیرو عافیت کے ساتھ اپنے اپنے کناروں پر پہنچتے ہیں مگر اپنے اضطراب کو بھی پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اپنی دعاؤں کو' اپنے خدا کو بھی پیچھے سمندروں میں چھوڑ جاتے ہیں اور پھر شرک کی طرف اور اپنی پرانی بدیوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ پس ایسے لوگ جن کا اضطراب اللہ کے لئے نہ ہو یا حقیقت میں اللہ سے تعلق کے لئے نہ ہو بلکہ اپنی خود غرضی کے لئے ہو۔ ان کا اضطراب بعض دفعہ کبھی کبھی ان کا مدعا دلا بھی دیتا ہے مگر مدعا جو ہے وہ عارضی اور ایک مادی دنیاوی مدعا ہوتا ہے اس سے آگے وہ نہیں بڑھتے اس لئے وہ دعائیں سنی بھی جائیں تو اللہ کی طرف نہیں لوٹتے۔

ایسے طالب علموں کو آپ سوچ لیجئے تصور کریں آپ کے طالب علمی کے زمانے میں ایسے بہت سے طلباء ہوں گے جو ادھر امتحان آیا ادھر (بیت الذکر) میں پہنچنے شروع ہو گئے۔ ادھر امتحان ختم۔ ادھر بیوت الذکر سے چھٹی۔ دعاؤں کے خطوط شروع ہوئے۔ جب امتحان قریب آ گیا۔ امتحان گزرا اس مصیبت سے نجات۔ یہ جو تعلق ہیں یہ وہ اضطراب نہیں جس کے متعلق خدا وعدہ کرتا ہے کہ میں ضرور سنوں گا کیونکہ اس کی تشریح خود بعد میں پھر بیان فرما دی' فرمایا کہ جب میں تمہیں پکارتا ہوں تم بھی جواب دیا کرو۔ تم بھی تو میرے لئے موجود ہو۔ اب ایک طرف وہ خدا ہے جو بعض لوگوں کے تصور میں وہ الہ دین کے چراغ کا جن ہے جب چاہا بلا لیا جب چاہا اس کو واپس کالعدم کر دیا گویا وہ ہے ہی نہیں۔ یہ مراد ہر گز نہیں ہے کہ جب اضطراب ہو تو میں حاضر ہو جاؤں گا۔ وہ اللہ تعالیٰ ہے مالک ہے کوئی تمہارا غلام جن تو نہیں جو کسی لیمپ میں قید ہوا ہو۔ پس دعا وہ چراغ نہیں ہے جو الہ دین کا چراغ کہلاتا ہے۔ دعا وہ چراغ ہے جو دلوں میں نور بن کے روشن ہوتی ہے اور مستقل رہتی ہے پھر کبھی نہیں چھوڑتی۔ اور اس مثال کو (کلام الہی) نے نور کے لفظ سے بیان کرتے ہوئے (-) وہ نور بیان فرمایا جو خود بھی روشن جس پر خدا کا شعلہ عشق نازل ہوا ہے اور اسے منور کر گیا ہے اور دوسروں کو بھی منور کرنے والا ہے وہ ایسا نور ہے جو ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتا ہے اس گھر کو روشن کر دیتا ہے پھر سینہ بہ سینہ چلتا ہے دوسرے گھروں کو بھی روشن کرتا چلا جاتا ہے۔ تو وہ ایسا نور تو نہیں ہے جو پیچھے چھوڑ دیا جائے اور غائب کر دیا جائے۔

(از خطبہ 3- فروری 1995ء)

اعلان دار القضاء

○ (محترمہ ام کلثوم صاحبہ بابت ترکہ مکرم عطاء اللہ صاحب)

محترمہ ام کلثوم صاحبہ نے درخواست دی ہے۔ کہ ان کے خاوند مکرم عطاء اللہ صاحب محلہ دار الصدر غربی ربوہ۔ بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ ان کے نام قطعہ نمبر 22/4 برقبہ دو کنال محلہ دار الصدر میں الاٹ شدہ ہے لہٰذا ان کی جائیداد سے مجھے اور میری بیٹی امتہ المتین صاحبہ کو حصہ دلایا جائے۔

ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ محترمہ ام کلثوم صاحبہ (بیوہ)

۲۔ محترمہ امتہ المتین (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دار القضاء ربوہ میں اطلاع دیں۔

(ناظم دار القضاء- ربوہ)

اطلاعات و اعلانات

سانحہ ارتحال

○ مکرم میاں رحیم بخش صاحب آف مرالہ ضلع منڈی بہاؤالدین حال دار العلوم غربی ربوہ (جو مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مربی سلسلہ مقیم جرمنی کے والد محترم تھے)۔ بقضائے الٰہی 13- جولائی 95ء رات ایک بجے وفات پا گئے۔ موصوف موصی تھے۔ 14- جولائی کو بیت الاقصیٰ میں ان کا جنازہ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے پڑھایا۔ اور مغرب سے قبل بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی اور قبر تیار ہونے پر مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب استاد جامعہ احمدیہ نے دعا کرائی۔

اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

عہدیداران سے گذارش

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ارشادات کے تحت دفتر اول کے وفات یافتہ مخلصین کے کھاتوں کو زندہ رکھنا ہر مخلص احمدی پر واضح ہو چکا ہے اور ان کے وارث بفضل خدا ان کی طرف سے چندہ بھجوا رہے ہیں۔ اس ضمن میں ایک ضروری گذارش یہ ہے کہ جس طرح وصیت کا چندہ ادا کرتے وقت وصیت کے نمبر کا اندراج ضروری ہے اسی طرح دفتر اول کے وفات یافتہ مخلصین کی طرف سے چندہ ادا کرتے وقت بھی ان کا کھاتہ نمبر ظاہر کرنا ازبس ضروری ہے۔

جہاں تک کھاتوں کے نمبروں کا تعلق ہے ان کی اطلاع دی جا چکی ہے تاہم مقامی طور پر کسی وفات یافتہ کے کھاتہ نمبر کی اطلاع نہ ہو تو وہ وفات یافتہ کے نام اور ان کے وارثوں کے نام جو ان کی طرف سے چندہ دے رہے ہیں دفتر ہذا میں بھجوا کر معلومات حاصل کر لیں تاکہ مرکز میں اندراجات میں کسی غلطی کا احتمال نہ رہے۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

آسامیاں خالی ہیں

○ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں درج ذیل آسامیاں خالی ہیں۔

میڈیکل رجسٹرار 1

3804-258-6900-500 NPA

آئی رجسٹرار 1

3804-258-6900-500 NPA

گائنی میڈیکل آفیسر 1

3804-258-6900-500 NPA

ڈینٹل سرجن 2

3804-258-6900-500 NPA

لیبارٹری ٹیکنیشن 1

2080-66-3400

ڈسپنسر 1

2020-60-3220

خواہشمند خواتین و حضرات اپنی درخواستیں بمع سرٹیفکیٹس صدر صاحب محلہ یا امیر صاحب جماعت کی تصدیق کے ساتھ مورخہ ۱۰- اگست ۱۹۹۵ء تک دفتر فضل عمر ہسپتال ربوہ میں پہنچا دیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال- ربوہ)

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے انٹرویو

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے واقفین زندگی طلباء کا انٹرویو مورخہ 20 اگست 1995ء بروز اتوار بوقت 7 بجے صبح ہو گا۔

جماعت کے ایسے ذہین' ہونہار خدمت دین کا شوق رکھنے والے نوجوان جو زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ لینا چاہتے ہوں اپنی درخواست مقامی جماعت کے امیر/ صدر صاحب کی وساطت سے وکالت دیوان تحریک جدید کو ارسال کریں۔

۱۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے امیدوار کا فرسٹ ڈویژن میٹرک ہونا ضروری ہے تاہم فرسٹ ڈویژن سے کم نمبر لینے والوں کے لئے ایک ماہ کا کورس مقرر کیا جائے گا جس کے بعد امتحان ہو گا اور Apptitude test ہو گا اس میں کامیابی کی بناء پر داخلہ کنفرم ہو گا۔

۲۔ امیدوار انٹرویو بورڈ کے تحریری و زبانی امتحان میں پاس ہو۔

۳۔ کلام الٰہی ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنا جانتا ہو۔ روزانہ کلام الٰہی کی تلاوت اور سلسلہ کی کتب کا مطالعہ کرتے رہیں۔ دینی معلومات اور معلومات عامہ کو بہتر بنائیں۔

۴۔ مقامی امیر کی سفارش امیدوار کے حق میں ہو۔

۵۔ میٹرک پاس امیدوار کی عمر کی حد 17 سال اور ایف اے/ ایف ایس سی کے لئے 19 سال ہے۔

۶۔ امیدوار کے تفصیلی طبی معائنہ کی رپورٹ تسلی بخش ہو (جو کہ فضل عمر ہسپتال میں ہو گا)

میٹرک کے نتیجہ کی فوٹو کاپی فوری طور پر دفتر کو ارسال کر دیں۔

نوٹ:- وکالت دیوان کی سابقہ چھٹی کے نمبر اور تاریخ کا حوالہ ضرور دیں۔

(وکیل الدیوان- تحریک جدید ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 9- اگست-1995ء
درجہ حرارت کم از کم 24 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 31 درجے سنٹی گریڈ

○ صدر مملکت جناب فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ مسئلہ کشمیر کے حل پر خوش فہمی کی ضرورت نہیں۔ بھارت اس مسئلہ پر مہم جوئی کر سکتا ہے بھارت مسئلہ کشمیر کے پرامن سیاسی حل پر آمادہ ہو جائے تو جنوبی ایشیا سے جنگ کے بادل چھٹ سکتے ہیں۔ بھارتی میزائل پروگرام ہمیں مجبور کر رہا ہے کہ ہم بھی اپنے دفاع کے لئے ضروری اور مناسب اقدامات کریں۔ ہم بھارتی جنگی تیاریوں سے غافل نہیں۔

○ کراچی کی تاریخ کی سب سے بڑی ڈکیتی میں اے این زیڈ گرینڈلیز بینک واقع گلشن اقبال مین روڈ سے ڈیڑھ کروڑ روپے سے زائد رقم لوٹ لی گئی۔ صبح پونے سات بجے اسی سیکیورٹی کمپنی کی وردی پہنے ہوئے ایک شخص اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ بینک میں گھس گیا۔ ڈیوٹی پر موجود گارڈ کو بے بس کر دیا اور سوا دو گھنٹے تک آرام سے اپنا کام کرنے کے بعد ملکی و غیر ملکی کرنسی لوٹ کر فرار ہو گئے۔ کراچی میں ایک اور جگہ ڈاکے میں مسلم کمرشل بینک سے قریباً 5 لاکھ روپے لوٹ لئے گئے۔

○ کراچی میں تشدد اور اغوا اور فائرنگ سے 5- افراد ہلاک ہو گئے۔ ایک منی بس جلا دی گئی۔ بلدیہ ٹاؤن میں ہوائی فائرنگ سے خوف و ہراس پھیل گیا دوکانیں اور بازار بند ہو گئے۔ ٹریفک معطل ہو کر رہ گئی۔

○ حکومت کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ ایم کیو ایم کے سندھ اسمبلی میں قائد حزب اختلاف ڈاکٹر عمران فاروق کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ ایم کیو ایم کے ذرائع کا کہنا ہے کہ ان کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

○ ایک اخبار نے خبر دی ہے کہ امریکہ حکومت پاکستان اور ایم کیو ایم کے درمیان تنازعہ کو طے کرائے گا۔ نائب وزیر خارجہ مسز رابن رافیل 13- اگست کو پاکستان پہنچ رہی ہیں۔ وہ پہلے الطاف گروپ کے رہنماؤں سے اور پھر حکومت کے نمائندوں سے ملیں گی۔ تیسرے مرحلے میں کوئی نہ کوئی معاہدہ طے پا جانے کی امید ہے۔ ایم کیو ایم کے عمران فاروق چند ماہ قبل بھی کراچی میں رابن رافیل سے ملاقات کر چکے ہیں۔ یہ تفاصیل ایم کیو ایم حقیقی کے چیئرمین مسٹر آفاق احمد نے بتائی ہیں۔

○ ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین نے کہا ہے کہ مہاجر میرے سوا کسی اور کو قائد بنالیں تو سر جھکا دوں گا۔ لیکن کسی اور آگے نہ جھکوں گا نہ بکوں گا کسی کرنل جنرل سے نہیں ڈرتا۔ اور نہ قیادت وزارت یا امارت کا شوق ہے۔ انہوں نے کہا کہ سرکاری ایم کیو ایم دو چار دنوں میں یا 14- اگست کو بن رہی ہے۔ اس کا توڑ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ ان قوموں سے سبق سیکھیں جن کی کسی نے مدد نہیں کی لیکن انہوں نے سو سال جدوجہد کر کے آزادی حاصل کر لی۔ انہوں نے امریکہ اور کینیڈا کے 25 شہروں میں مہاجروں سے بیک وقت خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بے نظیر بھٹو، عبد اللہ شاہ اور نصیر اللہ بابر کے خلاف قتل کے مقدمات درج ہونے چاہئیں۔ سامعین نے آزادی کی خاطر نعرے لگائے۔ بے نظیر آصف زرداری اور نصیر اللہ بابر کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔

○ ایم کیو ایم کے سربراہ الطاف حسین لندن میں مالیاتی ادارے اور میڈیا نیٹ ورک قائم کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

○ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ دہشت گردوں سے نہ تو کوئی سمجھوتہ ہو گا اور نہ ان سے کوئی رعایت کی جائے گی۔ انہوں نے کراچی میں ایئرپورٹ پر اعلیٰ سطحی اجلاس میں ہدایت کی کہ امن کے لئے دہشت گردوں کے خلاف کارروائی میں کوئی کسر نہ چھوڑی جائے۔ وزیر اعظم کو کراچی کی صورت حال اور مختلف اقدامات کا عمومی جائزہ پیش کیا گیا اور بتایا گیا کہ اب کراچی میں کوئی علاقہ "نوگوایریا" نہیں رہا۔

○ انتخابی قوانین میں اصلاحات کا مسودہ تیار ہو گیا ہے۔ دھاندلی اور بدعنوانی کو روکنے کے لئے چیف الیکشن کمشنر کو مزید اختیارات دینے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ ووٹر کے لئے شناختی کارڈ کی پابندی ختم کرنے پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔ فاٹا میں بالغ رائے دہی کا نظام رائج کرنے پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔ انتخابی فہرستیں مرحلہ وار کمپیوٹرائز کرنے، نئی مردم شماری کے بعد اسمبلیوں کی نشستیں بڑھانے اور شیشے یا شفاف پلاسٹک کے بیلٹ باکس رکھنے کی بھی سفارش پیش کی گئی ہے۔ رائے دہندہ کی شخصی شناخت کے بعد دستاویزی شناخت کی ضرورت نہیں رہتی۔ ڈرائیونگ لائسنس پاسپورٹ اور دیگر دستاویزات کو بھی قابل قبول سمجھا جائے گا۔

○ ایم کیو ایم کی مذاکراتی ٹیم کے سربراہ مسٹر اجمل دہلوی نے کہا ہے کہ ہم مذاکرات کے لئے اپنا موقف تبدیل نہیں کریں گے۔ ہمیں ایم کیو ایم کہا جائے تو بات چیت کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔

تبدیلی نام

○ میں نے اپنی بیٹی عطیہ العزیز کا نام تبدیل کر کے "ثناء وسیم" رکھ لیا ہے۔ آئندہ اسے ثناء وسیم لکھا اور پکارا جائے۔

شیخ محمد وسیم
21/1 دارالنصر غربی ربوہ

طب یونانی میں ہائی بلڈ پریشر کا شافی علاج
حکیم نظام جان کا مشہور دواخانہ
مطب حمید (رجسٹرڈ)
فشار کیپسول
پنڈی بائی پاس جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
فون 0431-254634
فیکس 0431-219065

مرض اٹھرا کا شافی علاج
جیوب مفید اٹھرا
20 گرام 25 روپے۔ 40 گرام 50 روپے۔ 100 گرام 120 روپے
اکسیر اولاد نرینہ
150 روپے
سٹاکسٹ حضرات کے لئے معقول کمیشن
ناصر دواخانہ۔ گول بازار، ربوہ
فون نمبر 04524-212434 فیکس 534

ربوہ کے گردونواح اور ربوہ کے ہر محلہ جات میں
پلاٹ۔ مکان۔ زرعی و سکنی زمین کی
خرید و فروخت کیلئے ہمیں خدمت کا موقع دیں
نائب رسالدار (ریٹائرڈ)
ارشد خان بھٹی
پراپرٹی ایجنسی
بلال مارکیٹ (ریلوے لائن کے سامنے)
ربوہ
فون آفس: 422 گھر: 211379

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں
ہر قسم کے ڈش اینٹنا خریدنے کے لئے
قیمت 9000/- ڈش 8 فٹ بمعہ مکمل فٹنگ
نیو محمود ٹیلیویژن 21- ہال روڈ لاہور
فون: 7125089 - 7226508
7355422 - 7235175

اپنے گھر کے ماحول کو پاکیزہ بنائیں
احمدیہ ٹیلیویژن کیلئے ڈش لگوائیں
بہترین رزلٹ اور مضبوط ڈش انٹینا کیلئے
بس ایک ہی نام
ڈش ماسٹر اقصیٰ روڈ ربوہ
فون : 211274
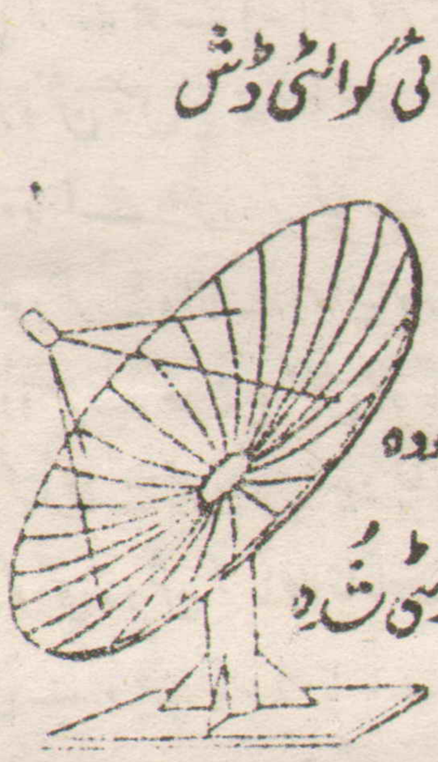

بواسیر کی ادویات

	قیمت	
PILES COURSE	55/-	☆ بواسیر خونی و بادی کے لئے۔ بفضلہ تعالیٰ بہت مفید و موثر ہے
ANUS ITCH CURE	20/-	☆ مقعد کی شدید خارش کے لئے
CONSTIPATION CURE	20/-	☆ پرانی قبض، پاخانہ سخت اور دقت سے آئے
FISSURE CURE	20/-	☆ مقعد میں کٹاؤ (چیر) آنے کے لئے
FISTULA CURE	20/-	☆ مقعد کے گہرے رستے ہوئے زخم (ناسور) بھگندر کیلئے
HEMORRHAGE CURE	20/-	☆ مقعد سے خون، بہت زیادہ آنے کے لئے
HEMORRHOIDS CURE	20/-	☆ موٹے اور سخت ضدی بواسیری مسّوں کیلئے
PROLAPSUS CURE	20/-	☆ پاخانہ وغیرہ کے وقت مقعد کا باہر نکلنا
PILES OINTMENT	8/-	☆ مقعد کی درد، جلن، سوزش، خارش اور بواسیری مسّوں کیلئے سکون بخش مرہم ہے

نوٹ: ایک سے زیادہ تکالیف اکٹھی ہوں تو ان سب تکالیف کی ادویات بیک وقت اکٹھی استعمال کی جائیں۔ اس طرح یہ مکمل مزاجی علاج ہو گا۔ جس سے جلد تر شفاء کی امید ہے۔ تفصیلی لٹریچر منگوانے کے لئے 2/- روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال فرمائیں۔

کیور یو انٹرنیشنل۔ ربوہ
فون کلینک (04524) 606 ہیڈ آفس (04524) 771
رہائش (04524) 211283 فیکس (92-4524) 212299